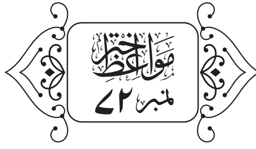
مواعظِ اختر نمبر ۷۲

گناہوں سے بچنے کا حوصلہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



گناہوں سے بچنے کا حوصلہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: گناہوں سے بچنے کا حوصلہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

مقام: مسجد اشرف، گلشن اقبال، کراچی

موضوع: گناہوں سے بچنے کا حوصلہ و ہمت حاصل کرنے کا نسخہ

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر:



بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر



(بیان شروع ہونے سے قبل جناب تائبؔ صاحب نے اپنا کلام معرفت ومحبت سنایا اور حضرت والا دامت برکاتہم نے بعض اشعار کی تشریح فرمائی۔ جامع)

تائبؔ صاحب باقاعدہ مشرع، ایک مشت داڑھی والے اور کافی سینئر ہیں اور تین بچوں کے ابّا ہیں، ان کا ایک بچہ بالغ بھی ہوگیا ہے، شادی کے قابل ہوگیا ہے۔ اس پر میرا تازہ شعر سن لیجئے جو ابھی موزوں ہوا ہے ؎

دھوکا نہ کھائیو کبھی آواز سے اے دوست
صورت میں اور آواز میں میچنگ نہیں ہوتی

کہتے ہیں کہ میچنگ (Matching) نہیں ہورہی یعنی اس رنگ کا اس رنگ سے جوڑ نہیں ہو رہا۔ یہ شعر اس لئے سنا رہا ہوں تاکہ کوئی آواز سے دھوکہ نہ کھائے، یہ میں نصیحت کررہا ہوں کہ کوئی تائبؔ صاحب کو کمسن نہ سمجھے، سینئر کو جونیئر سمجھنا گناہ ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ملے وہ ہی اصلی گلشن ہے

اب تو گلشن میں ہیں بہار کے دن
دیکھ لے تو بھی کچھ گذار کے دن

یہاں گلشن سے مراد خانقاہ گلشنِ اقبال ہے یعنی خانقاہوں میں بہار کے دن ہیں ورنہ خالی گلشن میں کیا رکھا ہے، جب خالقِ گلشن نہ ملے تو گلشن بھی ویرانہ ہے۔ جس گلشن میں اللہ نہ ملے وہ گلشن ویرانہ اور جنگل ہے اور وہ ویرانہ گلشن ہے جہاں ہمیں اللہ مل جائے۔ دیکھو غارِ حرا ویرانے میں تھا مگر وہاں سے نبوت کا سورج طلوع ہوا۔ اخترؔ کا شعر ہے، ملاحظہ فرمایئے اور سنیئے۔ بعض شعراء حضرات اپنا کلام سناتے ہوئے کہتے ہیں "دیکھئے گا۔" تو شعر سنا جاتا ہے یا دیکھا جاتا ہے؟ ؎

خلوتِ غارِ حرا سے ہے طلوعِ خورشید
کیا سمجھتے ہو تم اے دوستو ویرانوں کو

جی تائبؔ صاحب پڑھیئے ؎

اب تو گلشن میں ہیں بہار کے دن
دیکھ لے تو بھی کچھ گذار کے دن

یہ وعظ ہے، تصوّف کے ہر شعر میں وعظ ہے، اسے محض شعر وشاعری سمجھنے والے نادان ہیں اور اس نادانی سے پھر گناہوں کے ناب دان سے ان کا (Exit) نہیں ہوگا۔ اس لئے نصیحت سمجھ کر سنو۔ یعنی شیخ کے ساتھ کچھ دن گذار کے دیکھ لو، تمہیں اس بہارِ روحانی کا اندازہ ہوجائے گا۔ اب شیخ کے پاس کتنے دن گذاریں؟ پورا ایک چلّہ۔ مجبوری ہو تو چلو تین دن سہی، سہ روزہ ہی لگالیں مگر کامل فائدہ جب ملے گا جب چالیس دن رہ جاؤ گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے قلب کے حوصلے بلند ہوجائیں گے اور اعمال کی کوتاہیاں دور ہوجائیں گی۔

تائبؔ صاحب ؎

سُرمئی شام جاگتی راتیں
کیف و مستی کے اور خُمار کے دن

روشنی میں نہا گئی راتیں
خود کو نکلا ہے یوں نکھار کے دن
خود پہ اب ظلم سے تو باز آجا
ہم سے کہتے ہیں یہ پکار کے دن
حق تعالیٰ کی ہم پہ ہیں نظریں
غیرِ حق سے ہیں یہ فرار کے دن
آج میدان جیت لینا ہے
نفس و شیطاں کے ہیں یہ ہار کے دن
ظلمتِ شب کی اسیری سے کہیں
لاکھ بہتر ہیں میرے دار کے دن

دار کے معنی ہیں پھانسی کا تختہ یعنی خونِ آرزو، نفس کی بری خواہشات کا خون کرنا گناہوں کے اندھیروں سے بہتر ہے۔ اللہ کی حضوری اللہ سے دوری سے کروڑ ہا درجہ بہتر ہے، بجائے اس کے کہ اللہ سے دور ہو کر منہ کالا کریں اور اللہ کے غضب اور قہر کے اعمال سے اپنے قلب و قالب کو تباہ و برباد کر دیں۔ جیسے جہاز اوپر سے گرتا ہے تو کریش ہو جاتا ہے یا نہیں؟ ایسے ہی روح کا ایمانی جہاز گناہوں سے کریش ہو جاتا ہے لیکن اللہ نے اپنے کرم سے استغفار اور توبہ کا دروازہ کھولا ہوا ہے تا کہ میرے بندے پھر سے میرے پاس لوٹ آئیں۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ظالم ابھی ہے فرصتِ توبہ نہ دیر کر
وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

تائبؔ صاحب ؎

جانے کب شیخ کی نظر ہو جائے
کب پلٹ جائیں گنہگار کے دن
فیصلے کی گھڑی ہے یہ تائبؔ
سوچ کی رات نہ بچار کے دن

اب اسی بحر میں ایک شعر میرا بھی ہے، یہ میرا شعر ہے لیکن اب میں نے تائبؔ صاحب کو ہدیہ کردیا ہے۔ ؎

ظلمتِ معصیت میں اے تائبؔ
کیسے گذریں گے بے قرار کے دن

اب میں اپنا وہ شعر ذرا ایک دفعہ پھر پڑھتا ہوں کیونکہ تائبؔ صاحب کی آواز ماشاء اللہ بہت اچھی ہے اور آواز سے بعض طبیعتیں حدودِ شریعت کے مقابلہ میں زیادہ متاثر ہوجاتی ہیں اور حسنِ ظن قائم کرلیتی ہیں کہ جب آواز ایسی ہے تو شکل کیسی ہوگی؟ کبھی ٹیلیفون پر بھی ایسی صورت حال پیش آجاتی ہے۔ اس لئے میرا یہ شعر بھی ایک اینٹی بائیوٹک (Anti Biotic) ہے اور ایک لاکھ ملی گرام کا ہے ؎

دھوکا نہ کھائیو کبھی آواز سے اے دوست
صورت میں اور آواز میں میچنگ نہیں ہوتی

میرے اس شعر میں ایک انگریزی لفظ میچنگ (Matching) آرہا ہے جس سے مزہ آگیا۔ جیسے الٰہ آباد، ہندوستان میں جب نل لگ گئے لوگ پائپ سے پانی پینے لگے اور کنویں ختم کردیئے گئے تو جج اکبرؔ الٰہ آبادی نے کہا تھا ؎

حرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ (Type) کا
اور پانی پینا پڑا ہے پائپ (Pipe) کا



گناہوں سے بچنے کا حوصلہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ

مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○

(سورۃ البقرۃ: آیۃ ۱۸۳)

اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کی فرضیت کی حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ ہم نے رمضان کے روزے اس لئے فرض کئے ہیں تاکہ تم متقی ہوجاؤ۔ جب ایک مہینہ تک حلال بھی نہیں کھاؤ گے تو حرام سے بچنے کی ٹریننگ وتربیت خود ہی ہوجائے گی۔ آج میں ان شاء اللہ تعالیٰ، گناہ سے بچنے کا حوصلہ اور ہمّت اور نفس کے برے تقاضوں کی آگ بجھانے کے لئے مضمون بیان کروں گا۔ نفس کے برے تقاضوں کی آگ بجھانے کے لئے ایک اہم مضمون جو بالکل نیا اور جدید ہے، جو میرے قلب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، اور یہ کہ کیسے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے قلب کا قبلہ صحیح رکھنا ہے، یہ دو مضمون ہیں لیکن اس سے پہلے دو تین باتیں عرض کرتا ہوں۔

رمضان المبارک کے چار خاص اعمال

نمبر ۱: رمضان المبارک کے بارے میں سرورِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا

فرمانِ عالیشان کیا ہے؟ لوگ پوچھتے ہیں کہ رمضان میں کیا وظیفہ زیادہ پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے ہمیں چار وظائفِ رمضان عطا فرمائے ہیں، پھر ہمیں کسی اور وظیفہ کو تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے وظیفوں سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں الّا یہ کہ آپ ﷺ ہی کا کوئی وظیفہ ہو جو کسی اور جگہ بیان ہوا ہو۔ حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

((وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ))

(رواہ ابن خزیمۃ و فی الترغیب و الترھیب و رواہ البیھقی فی شعب الایمان: باب فضائل شھر رمضان؛ ج ۵ ص ۲۲۳)

تو نمبر ایک وظیفہ ہے کثرت سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنا اور کثرت کی تعداد جو بزرگوں نے بتائی ہے وہ کم سے کم تین تسبیح ہے، عربی میں جمع تین سے شروع ہوتا ہے جو کثرت کی علامت ہے۔ نمبر ۲: استغفار کی کثرت۔ نمبر ۳: جنّت کی کثرت سے درخواست کرنا۔ اور نمبر ۴: دوزخ سے کثرت سے پناہ مانگنا۔

حضور ﷺ کا جبرئیل علیہ السلام سے دورِ قرآن کریم

اس کے علاوہ کثرتِ تلاوتِ قرآن کا ثبوت بھی دوسری حدیث سے ملتا ہے کہ سرورِ عالم ﷺ رمضان کے مہینہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قرآن پاک کا دَور کرتے تھے:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِاَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب کان جبریل یعرض القراٰن علی النبی ﷺ، ج ۲ ص ۷۴۸)

سید الانبیاء ﷺ کا دورِ قرآن سید الملائکہ کے ساتھ ہوتا تھا، بڑے لوگ بڑوں کے ساتھ کام کرتے ہیں تو سارے نبیوں کے سردار یعنی سرورِ عالم ﷺ تمام ملائکہ کے سردار یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ دونوں رمضان المبارک میں قرآن پاک کا دَور کرتے تھے۔ تو قرآن پاک کا دَور کرنا سنتِ پیغمبری اور سنتِ جبرئیلی ہے لہٰذا رمضان کے مہینہ میں حافظ حضرات آپس میں جو قرآن پاک کا دَور کرتے ہیں یہ دَور ثَابِتٌ بِالسُّنَّةِ ہے، اس لئے اس سنّت کو بھی زندہ کیا جائے۔ ہمارے شیخ تو جہاز میں بھی جب بیٹھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ بھئی ایک ایک سورۃ کا آپس میں دَور کرلو، پھر الحمد شریف کا دَور کراتے ہیں یا کسی اور سورۃ کا اور اس سنّت کو زندہ کرتے ہیں۔

آرزوئے حرام کا خون کرنے کا انعام

لیکن ان چار باتوں کی کثرت میں جو تقاضے پنہاں اور پوشیدہ ہیں، اس کا بھی خیال رکھیں۔ لا الٰہ الا اللہ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم غیر اللہ سے اپنے قلب کو بچاتے رہیں اور اللہ سے چپکاتے رہیں، لا الٰہ ہمیں غیر اللہ سے چھڑاتا ہے، اگر خدا چاہتا تو بہت دن تک ہمیں لا الٰہ کراتا اور الا اللہ نہ دیتا کہ پہلے غیر اللہ سے دل کو پاک کرو پھر اللہ پاک سے ملاقات کرو لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ بعض بندے تڑپ جاتے اور کہتے کہ اللہ میاں کب تک غیروں کو نکالتے رہیں،

آپ ہمیں کب ملیں گے؟ لہٰذا فرمایا کہ غیروں کو نکالتے جاؤ اور ساتھ ساتھ اللہ کو بھی پاتے جاؤ۔ واہ! کیا کرم ہے کہ غیر اللہ کا خروج ہوتا رہے اور اللہ کے نور کا دخول ہوتا رہے، غیر اللہ کا ایگزٹ (Exit) ہوتا رہے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ کی تجلی اِنْ (In) ہوتی رہے تاکہ غیر اللہ کو نکالنے سے اور نظر کے بچانے سے ہمارا جو خونِ آرزو ہوا ہے، اس کا خوں بہا بھی ساتھ ساتھ ملتا رہے۔ آہ! کیا کریم مالک ہے۔ خوں بہا کے معنی ہیں خون کا معاوضہ۔ شریعت خون کے بدلے خوں بہا دلاتی ہے۔

ہماری شریعت میں مخلوق کے قتل پر دنیا میں مخلوق کا خوں بہا ملتا ہے یعنی رقم ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے خونِ آرزو کے بدلہ میں اپنی ذات دیتے ہیں یعنی آپ نے گناہوں کی چند خواہشاتِ مخلوق کو نکالا، ان کا خونِ آرزو کیا تو اللہ کتنا بڑا خالق ہے، کتنا بڑا مالک ہے لیکن مخلوق کے خوں بہا پر ذاتِ خالق مل رہی ہے کہ اگر تم خونِ آرزو کرلو تو تمہیں حلاوتِ ایمانی اور اللہ مل جائے گا، تم اللہ والے بن جاؤ گے، تقویٰ کی برکت سے ولی اللہ ہو جاؤ گے۔ کہاں تم نفس و شیطان کے دوست تھے کہاں تم اب رحمٰن کے دوست ہو جاؤ گے۔ اپنی دوستی تو دیکھو کہ کتنی بڑی ذات سے تم دوستی پا گئے۔ دنیا کا بادشاہ کسی بھنگی اور معمولی شخص کو اپنا دوست کہنے سے شرماتا ہے لیکن ہم نے تمہیں منی اور ماں کے حیض سے پیدا کر کے انسان بنا کر تمہیں گروہِ اولیاء میں شامل کرلیا اور تم کو اپنا دوست کہتا رہتا ہوں۔ یہ اللہ کا ظرف ہے، اللہ کا حوصلہ ہے، اللہ تعالیٰ کے کرم کی بلندیاں ہیں کہ اپنے غلاموں کو نطفۂ ناپاک اور ماں کے حیض سے تشکیل اور ترکیب دے کر فرماتے ہیں کہ یہ بندے ایمان و تقویٰ کی وجہ سے میرے ولی ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کے کرم کی بلندیاں

اللہ تعالیٰ نے اپنے ادنیٰ غلاموں کو جو اگر لیٹرین نہ جائیں تو ان کا پیٹ پاخانہ سے پھٹ جائے، ہگنے مُوتنے اور اتنی گندگی کے حامل ہونے کے باوجود بس اتنا فرمایا کہ استنجاء کر کے وضو کرلو، تمہارے پیٹ میں جو ہے وہ میں بغیر الٹرا ساؤنڈ کے دیکھ رہا ہوں لیکن ہم تمہیں اپنے کرم سے اجازت دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے ہاتھ باندھ کر نماز میں کھڑے ہو جاؤ۔ اگر ہمیں اپنے کسی دوست کا پیشاب پاخانہ نظر آ جائے تو ہم اس کو قریب نہیں بٹھا سکتے یعنی اگر کوئی ایسا آلہ آنکھوں میں ایجاد ہو جائے کہ آدمی کو دوسرے کا پیشاب پاخانہ نظر آنے لگے کہ انتڑیوں میں اتنی مقدار گُو ہے اور دُو بدو ہے تو آپ برداشت نہیں کر سکتے، قے ہو جائے گی۔ آپ کہیں گے کہ صاحب! ابھی میں ملاقات نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ میں نے ابھی کھانا کھایا ہے، کچھ دیر میرے معدہ میں سے غذا کو منحدر ہونے دیجئے یعنی غذا کو نیچے جا لینے دیجئے ورنہ مجھے قے ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی لطافت کس قدر عالی ہے، اللہ تعالیٰ کتنا لطیف المزاج ہے لیکن اس کے کرم کی بلندیاں دیکھئے۔ اللہ کو سب کچھ نظر آ رہا ہے، خدا الٹرا ساؤنڈ کا محتاج نہیں ہے، ایکسرے کا محتاج نہیں ہے، اسے سب نظر آ رہا ہے کہ اس کی انتڑیوں میں کیا کیا مال ہے، پھر بھی صرف وضو کر کے اپنے دربار میں حاضری کی اجازت دے دی اگر باہر کچھ نظر نہ آئے۔ نجاست حسیّہ جو اندر پوشیدہ ہے اگر اس کا خروج نہ ہو اور ظہور نہ ہو تو تم ہمارے درباری ہو، وضو کر کے ہمارے دربار میں آ سکتے ہو۔ تو نجاست حسیّہ کا جب یہ حال ہے تو نجاست معنویہ یعنی گناہوں کے تقاضوں پر جب تک تم عمل نہ کرو گے اور ان تقاضوں پر غالب رہو گے تو تم گروہِ اولیاء میں شامل رہو گے۔

تقاضائے معصیت پر کوئی گناہ نہیں جب تک عمل نہ کرے

اس کی مثال میں میرے مرشد شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ روزہ کا زمانہ ہے، دن میں سو دفعہ دل چاہا کہ فریج سے پانی کی ٹھنڈی بوتل نکال کر پی لوں لیکن باوجود تقاضا ہونے کے پیتا نہیں ہے، تقاضے کو برداشت کیا۔ تو بتایئے! اس کا روزہ ہے یا نہیں؟ اس کا روزہ دوسرے روزہ داروں کے روزوں سے بوجہ تقاضائے مشروبِ بارِد کے زیادہ زوردار ہے، ٹھنڈے مشروب کا تقاضا تھا مگر پھر بھی نہیں پیتا کہ میرے اللہ کا حکم ہے، جب اذان ہوجائے گی، جب مؤذن اللہ اکبر کہے گا تب پئیں گے۔ دسترخوان پر دیکھتا ہے کہ دہی بڑا رکھا ہے، دل چاہتا ہے کہ دہی بڑا کھالوں مگر کان میں اللہ کی بڑائی کی آواز کا انتظار کررہا ہے کہ دہی بڑا تو بڑا ہے مگر اللہ سب سے بڑا ہے لٰہذا جب تک اللہ کی بڑائی کی یعنی اذان کی آواز نہیں آئے گی ہم دہی بڑے کو ہاتھ نہیں لگائیں گے چاہے نفس کتنا ہی بڑبڑاتا رہے کہ پتا نہیں! یہ ملّا کب کھلائے گا؟ تو کسی صوفی کو گناہوں کے وسوسوں سے گھبرانا نہیں چاہیے اور نہ ہی ناامید ہونا چاہیے۔ لاکھ دل چاہے کہ حسینوں کو دیکھ لیں مگر تقاضائے معصیت سے کبھی ناامید مت ہونا، بس ان تقاضوں پر عمل نہ کرو، جو عمل نہیں کرتا تو گویا کہ پاخانہ اندر ہے، ابھی خارج نہیں ہوا لٰہذا وضو نہیں ٹوٹا۔

تو وسوسہ کبھی اوپر ہوتا ہے جیسے آئینہ کے اوپر مکھی بیٹھ جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ آئینہ کے اندر ہے، اسی طرح وسوسہ دل کے اندر نہیں ہے اوپر ہے اور ہمارے دل میں خدا ہے۔ یہ وسوسے دل کے اوپر ہی اوپر ہیں لٰہذا ان کی فکر ہی نہ کرو، یہ سب Exit ہیں، خارج ہیں۔ ہم ہیں اللہ کے درباری، اور ہم کو حاصل ہے اللہ کی یاری، اور وسوسۂ معصیت سے بیزاری۔ بس ہماری نجات کے لئے یہی کافی ہے۔

میں نے پچھلے جمعہ کو عرض کیا تھا کہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے پھر مغفرت کا ہے یعنی:

((اَوَّلُ شَهْرِ رَمَضَانَ رَحْمَةٌ وَّوَسْطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ))

(کنز العمال:(دار الکتب العلمیة)، ج ۸ ص ۲۱۶، رقم الحدیث ۲۳۶۶۳)

اے اللہ! اپنی رحمت سے ہمیں معاف بھی فرما دیجئے اور ہمارا جیب خرچہ وغیرہ جاری کر دیجئے کیونکہ آپ کی ذات وہ عالی ذات ہے جو اپنے گنہگار بندوں پر جب توبہ کے ذریعہ سے مہربان ہوتی ہے تو آپ طرح طرح کے عذاب کے مستحق پر طرح طرح کی نعمتوں سے فضل فرما دیتے ہیں:

((اَلْمُتَفَضِّلُ عَلَيْنَا بِفُنُوْنِ الْاٰلَآءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِنَا لِاَفَانِيْنِ الْعِقَابِ))

(روح المعانی:(رشیدیہ)، ج ۱۱ ص ۵۸)

یعنی جب بخش دیا تو اب اس عاصی مگر تائب بندہ کو ساری نعمتوں سے نوازش بھی کر دیجئے۔

تقدیر کسے کہتے ہیں؟ ایک غلط فہمی کا ازالہ

اب ایک مسئلہ بتاتا ہوں۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب تقدیر میں لکھا ہے، ہم وہی کام کر رہے ہیں جو تقدیر میں ہے۔ لہٰذا مولانا لوگوں کو چاہیے کہ ہمیں چھوٹ دے دیں اور ہم جو چاہیں وہ کریں کیونکہ ہم تقدیر کے خلاف کر ہی نہیں سکتے، اگر کوئی زنا کر رہا ہے تو وہ بھی کہہ دے گا کہ ہماری تقدیر میں زنا لکھا تھا، جھوٹ بول رہا ہے، ڈاکہ ڈال رہا ہے، قتل وخون کر رہا ہے تو پھر سب تقدیر میں لکھا تھا، تقدیر کی آڑ اور سہارا لے کر گناہ کرنے والا بین الاقوامی بے وقوف، احمق اور گدھا نمبر ایک ہے۔ اب اس کا جواب کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ تقدیر کا مفہوم اور مطلب

نہیں سمجھتے۔اللہ تعالیٰ پاک ہے یا نہیں؟ نعوذ باللہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دے سکتا ہے کہ تم زنا کرو، شراب پیو، جھوٹ بولو اور قتل کرو۔ تو میرے شیخ نے مسئلۂ تقدیر کو دو جملوں میں حل فرما دیا۔ بتایئے! کتنا نازک مسئلہ ہے۔

میرے مرشد شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ عظیم الشان اللہ والے تھے، جن کو بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، ان کی شکل دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل ہے۔تو اگر کوئی حضرت سے پوچھتا کہ تقدیر کیا چیز ہے؟ تو حضرت فرماتے تھے کہ تقدیر نام ہے علمِ الٰہی کا کہ بندہ اپنے ارادہ سے اپنی پوری زندگی میں، حال اور مستقبل میں جو گناہ یا نیک کام کرنے والا تھا تو اللہ کو ماضی، حال اور مستقبل کا علم ہے، اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے لٰہذا بندہ اپنے ارادہ سے جو کام کرنے والا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا۔تو تقدیر نام ہے علمِ الٰہی کا، امرِ الٰہی کا نام تقدیر نہیں ہے کہ نعوذ باللہ! اللہ گناہوں کا حکم دے۔ تو دو لفظ میں مسئلۂ تقدیر حل ہو گیا کہ تقدیر علمِ الٰہی کا نام ہے، امرِ الٰہی کا نام تقدیر نہیں ہے۔ امرِ الٰہی کو تقدیر سمجھنے والا مجرم ہے اور اللہ کی شان میں گستاخ ہے۔ نعوذ باللہ! اللہ تو پاک ہے، وہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجتا ہے، وہ کیسے گناہوں کا حکم دے سکتا ہے؟ گناہوں سے تو بچنے کے لئے کیسے کیسے مصائب اٹھائے جاتے ہیں، وہ اللہ، ارحم الراحمین اپنے بندوں کو بداعمالی کا حکم دے گا؟ لٰہذا پھر سے سن لیجیے کہ تقدیر نام ہے علمِ الٰہی کا یعنی اللہ کو مستقبل کا علم ہے کہ یہ بندہ کیا کام کرے گا، اسی علمِ الٰہی کو اللہ نے لکھ دیا۔ تقدیر امرِ الٰہی کا نام نہیں ہے کہ خدا برائی کا حکم دے۔لٰہذا جو نیک کام ہو جائے تو سمجھ لو کہ اللہ کی رحمت و کرم اور اس کی توفیق ہے اور جو گناہ ہو جائے تو سمجھ لو کہ یہ میرے نفس کی خباثت ہے۔ یہ قرآن پاک کا مضمون ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ﴾

(سورۃ النسآء: آیۃ ۷۹)

جب تم سے کوئی نیک کام ہوجائے، جب تم کو حسنات مل جائے تو سمجھ لو کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور جب تم سے گناہ ہوجائے تو سمجھ لو کہ یہ میرے نفس کا کمینہ پن ہے۔ برائی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف مت کرو۔

دوسرا مسئلہ ہے کسب اور خلق کا۔ جب ہم پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالقِ خیر بھی ہے اور خالقِ شر بھی ہے، اللہ تعالیٰ خیر بھی پیدا کرتا ہے اور شر بھی پیدا کرتا ہے تو پھر ہم کو دوزخ میں کیوں ڈالتا ہے؟ یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ اس کا جواب سن لیجئے۔ اگر حکومت نے اعلان کر دیا کہ آج کوئی پنکھے یا لائٹ کا بٹن نہ دبائے کیونکہ مزدور بجلی کے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ اگر کسی نے سوئچ دبایا اور پاور ہاؤس سے بجلی آئی اور کسی مزدور کو کرنٹ لگ گیا تو سوئچ دبانے والے پر قتل کا مقدمہ چلے گا۔ تو کیا اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں نے تو صرف سوئچ دبایا لیکن بجلی تو پاور ہاؤس نے بھیجی تھی لہٰذا مقدمہ پاور ہاؤس پر چلنا چاہیے ہم پر نہیں۔ بتاؤ؟ تو اللہ کی ذات پاور ہاؤس ہے، تم گناہ کا سوئچ دبانے کیوں گئے تھے؟

دیا سلائی کی دو سائڈ ہیں ایک خیر کی ایک شر کی، مگر دونوں خود نہیں جلتی۔ تیلی نکال کر جب رگڑا تو خیر کی طرف سے رگڑا تو خیر پیدا ہوگیا اور شر کی طرف سے رگڑا تو شر پیدا ہوگیا۔ قیامت کے دن یہ رگڑنے کی وجہ سے رگڑے جائیں گے۔ بتاؤ بھئی! آج اختر آسان طریقوں سے کتنا نازک مسئلہ بیان کر رہا ہے کہ سوئچ دبانے والے پر مقدمہ چلے گا، پاور ہاؤس پر مقدمہ نہیں چلے گا۔ جب حکومت نے اعلان کر دیا تھا کہ دیکھو پاور ہاؤس تو کھلا رہتا ہے کیونکہ پاور ہاؤس کے پاس اور بھی کام ہیں، اس کے پاس خالی تمہارے پنکھے کی بجلی

تھوڑی ہے، ہزاروں مشینیں چل رہی ہیں، لاکھوں کام جاری ہیں تو پاور ہاؤس تو بجلی بھیجنے میں لگا رہے گا، اگر بالکل پاور ہاؤس بند ہو جائے گا تو تم خیر کے کام بھی نہیں کر سکو گے، بھلائی کی بجلیاں بھی تو اسی پاور ہاؤس سے آرہی ہیں لہٰذا خیر کی سوئچ تو دبانا مگر آج تم پنکھے کا سوئچ مت دبانا۔ اب جس نے پنکھے کا سوئچ دبایا تو اس نے خلافِ قانونِ حکومت کام کیا، اس کے اس عمل کا نام کسب ہے اور پاور ہاؤس نے جو بجلی بھیجی اس کا نام خَلق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بجلی تو بھیج دیتا ہے مگر انسان کا سببِ شر ہونے کی وجہ سے پکڑا جائے گا کہ اس نے اپنی مرضی سے کسبِ شر کیوں کیا۔ جس کی مثال اللہ نے میرے قلب میں عطا فرمائی، شاید ہی کسی کتاب میں پاؤ گے کہ دیا سلائی کی دو سائڈ ہیں، خیر اور شر۔ مگر وہ خود نہیں جلتی ۔ جیب میں آٹھ دس سال رکھیے مگر وہ خود نہیں جلے گی جب تک آپ تیلی نکال کر اس کو رگڑیں گے نہیں۔ اگر شر کی طرف رگڑا تو اس کی سزا ملے گی کہ تم نے خیر کی طرف اپنی تیلی کیوں نہیں رگڑی کہ جس سے تم نیک کام کرتے؟ تم نے شر والی طرف کیوں رگڑی؟ لہٰذا جب غلط جگہ رگڑ لگائی تو اب رگڑے جاؤ گے۔ دیکھو! کیسا مضمون ہے۔

ولی اللہ بننے کا آسان نسخہ کیا ہے؟

اب جو مضمون میں نے عرض کیا تھا، اس کو بیان کرتا ہوں۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ میں اپنے نفس کے گناہوں کے تقاضوں پر غالب ہو جاؤں، کوئی عقل والا مومن ایسا نہیں ہے جو یہ نہ چاہے کہ ہم اچھے کام کر کے ولی اللہ ہو جائیں اور برے کاموں سے بچ جائیں لیکن شیطان، نفس، معاشرہ، ماحول اس کے دل میں ماضی کے گناہوں کے تقاضے، اور ماضی کی خراب عادتیں یاد دلاتے ہیں جس سے نفس میں گناہوں کے تقاضوں کے انگارے جوش کرتے ہیں۔ لہٰذا آج ولی اللہ بننے کا بہت عظیم الشان اور بہت آسان نسخہ بتا رہا ہوں پھر نہ کہنا کہ خبر نہ ہوئی۔

اور اختر اس تصوّف کو قرآن پاک اور حدیث پاک سے مدلّل، مستدَل، مقتبَس اور مستنیر کرتا ہے۔ قرآن پاک وحدیث پاک مُنیر ہیں اور ہم اس وقت مستنیر ہیں، اور میں کلام اللہ کے نور سے اقتباس کرتے ہوئے اس تصوّف کو قرآن پاک سے ثابت کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یَوۡمَ نَقُوۡلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امۡتَلَـٴۡتِ وَتَقُوۡلُ هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ﴾

(سورۃ قٓ: آیۃ ۳۰)

جب ہم قیامت کے دن جہنّم سے کہیں گے کیا تیرا پیٹ بھر گیا؟ تو جہنّم کیا کہے گی؟ وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور دوزخی ہیں؟ ابھی میرا پیٹ نہیں بھرا۔ تو اللہ دوزخ پر اپنا قدم رکھ دے گا جس سے اس کا پیٹ بھر جائے گا۔

((عَنۡ اَنَسٍ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلۡقٰى فِيۡهَا وَتَقُوۡلُ هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الۡعِزَّةِ فِيۡهَا قَدَمَهٗ فَيُنۡزَوِىۡ بَعۡضُهَا اِلٰى بَعۡضٍ فَتَقُوۡلُ قَطۡ قَطۡ بِعِزَّتِكَ وَ كَرَمِكَ۔ متفق علیہ))

(مشکٰوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب خلق الجنة والنار؛ ص ۵۰۵)

بے گناہوں کو دوزخ میں نہیں ڈالے گا کیونکہ اللہ ظلم سے پاک ہے۔ اسی طرح جنت کا بھی پیٹ نہیں بھرے گا:

((عَنۡ اَنَسٍ اَيۡضًا ۔۔۔۔۔ وَلَا يَزَالُ فِى الۡجَنَّةِ فَضۡلٌ حَتّٰى يُنۡشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلۡقًا فَيُسۡكِنَهُمۡ فَضۡلَ الۡجَنَّةِ۔ متفق علیہ))

(مشکٰوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب خلق الجنة والنار؛ ص ۵۰۵)

اُس وقت تو جنّتی سب ختم ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایک جدید اور نئی مخلوق کو پیدا کر کے بغیر کسی نیک عمل کے جنّت میں ڈال کر جنّت کا پیٹ بھر دیں گے کیونکہ انعام دینا اور رحم کرنا تو ہر صورت میں کریم کی شان ہے مگر بے گناہ کو دوزخ میں ڈال دینا کسی صورت سے کریم کے لئے جائز نہیں لہٰذا

دوزخ کا پیٹ بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ دوسرا طریقۂ علاج فرمائیں گے اور جنت کا پیٹ بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا کر کے جنت میں ڈال دیں گے۔ جب مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو پڑھایا تو ایک طالب علم نے کہا کہ استاد جی! کاش میں اسی نئی مخلوق میں ہوجاتا تو اچھا تھا، دنیا میں نہ آتا۔ تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُن کو کیا مزہ آئے گا، جنّت کا مزہ تو ہم لوگوں کو آئے گا جو روزہ، نماز، ہر وقت نظر بچانا، گناہ سے بچنا اور ہزاروں مصیبتیں اٹھا کر جنت میں جائیں گے، مزہ تو ہمیں آئے گا۔

لیک شیرینی و لذاتِ مقر
ہست بر اندازۂ رنجِ سفر

منزل کا مزہ سفر کی مشقتوں کے بعد ملتا ہے، جتنی سفر میں تکلیف ہوتی ہے منزل پر جا کر اتنا ہی لطف اور اپنے وطن کی لذت محسوس ہوتی ہے۔

نفس کا پیٹ کبھی گناہوں سے نہیں بھرے گا

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جو جہنّم کا مزاج ہے نفس کا بالکل وہی مزاج ہے، فرق اتنا ہے کہ جہنّم ہیڈ آفس ہے، مرکز ہے اور نفس برانچ ہے شاخ ہے۔ تو یہ ایک فرق ہوا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ دوزخ گنہگاروں کو مانگے گی اور نفس گنہگار کو نہیں مانگتا بلکہ گناہ مانگتا ہے کہ یہ گناہ لاؤ، وہ گناہ لاؤ۔ اس لئے بندہ جتنے گناہ کرتا جاتا ہے، نفس کا مطالبہ بڑھتا جاتا ہے، آگ بڑھتی جاتی ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ گناہ کر کے دل کو سکون مل جائے گا، ایک دفعہ خوب پیٹ بھر کر گناہ کرلوں پھر متقی، ولی اللہ ہو جاؤں گا تو یہ جاہل اور نادان ہے کیونکہ گناہوں کی آگ گناہوں سے بجھانے کا خیال ایسا ہی ہے جیسے پاخانہ کو پیشاب سے دھونا، کسی کے کپڑوں پر پاخانہ لگ جائے اور وہ اسے پیشاب سے پاک کر رہا ہو۔

بتاؤ! دو ناپاک کے مجموعہ سے ناپا کی بڑھے گی یا نہیں؟ پیشاب سے دھونے سے گُو اور پاخانہ اور پھیل جائے گا۔ اس لئے جو لوگ سمجھتے ہیں کہ گناہ کرنے سے سکون مل جائے گا اس لئے گناہ کر لیتے ہیں تو تھوڑی دیر، چند منٹ کے لئے سکون ملے گا اس کے بعد نفس ایسا بگڑے گا کہ پھر اعلانیہ گناہ کرتا پھرے گا، شرم وحیا ختم ہو جائے گی۔ نفس اور زیادہ ڈیمانڈ کرے گا کیونکہ گناہ سے اس کی طاقت بڑھ گئی، نفس کو طاقت اور وٹامن جتنا کھلاؤ گے اس کی سرکشی اتنی ہی بڑھے گی، سرکش گھوڑے کو گھاس کھلاؤ گے تو وہ اور تمہیں اٹھا اٹھا کے پٹخے گا، بس اسے اتنی غذا کھلاؤ کہ زندہ رہے۔

گناہوں کی بد پرہیزی سے رُسوا ہو جانے کا اندیشہ ہے

حکیم الامّت، مجدّد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، ہمارے دادا پیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے اور سمجھتے ہیں کہ گناہ کرنے سے گناہ چھوٹ جائیں گے، گناہ کی عادت ختم ہو جائے گی اس لئے نفس کا پیٹ بھر لیں، تو ان تقاضوں پر عمل کرنے سے گناہ کے تقاضے میں اتنی شدّت پیدا ہوگی کہ پھر وہ گناہ کرتے کرتے آؤٹ آف کنٹرول ہو جائے گا اور ایک دن مجمع میں پکڑا جائے گا۔ جیسے ایک شخص کو دست آرہے تھے اور وہ کسی کو بتاتا نہیں تھا کہ کہیں میرے دوست مجھے دعوت میں کباب بریانی کھلانے میں کوتاہی نہ کریں، خوب دعوت کھاتا تھا اور میزبان کے ہاں بھی لوٹا لے لے کے دوڑتا تھا اور کہتا تھا کوئی فکر نہ کریں، میں صرف وسوسہ مٹاتا ہوں۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے، ایک صاحب میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے، وہ مہمان تھے، رشتہ دار بھی تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ کیوں بار بار لوٹا لے کر دوڑتے ہو؟ اور کھانے میں کمی نہیں کرتے ہو۔ تو وہ کہنے لگے کہ حضرت کچھ نہیں،

صرف وسوسہ ہے۔ میں نے حضرت سے اجازت لی کہ میں جنگل میں ان کا وسوسہ دیکھ آؤں کیونکہ میں حکیم بھی تھا، میں سمجھ گیا تھا کہ یہ شخص کھانے کی لالچ میں اپنا نقصان کررہا ہے۔ تو جب وہ صاحب جنگل سے استنجاء کرکے واپس آئے تو میں نے جاکر دیکھا اور حضرت کو رپورٹ دی کہ حضرت! ان کا وسوسہ ڈیڑھ پاؤ کا ہوتا ہے، ان کا کھانا بند کردیجئے ورنہ ان کی بیماری نہیں جائے گی۔ تو حضرت نے ان کی بریانی، پلاؤ، کباب سب بند کرادیا اور ان کے لئے کھچڑی پکنے لگی۔ پھر جب تک خانقاہ میں وہ صاحب رہے تو دشمن کی نظر سے مجھے دیکھتے تھے۔

تو بدپرہیزی کی وجہ سے تقاضے میں شدّت ہوجائے گی، کچھ دن تو چھپاتے پھریں گے مگر پھر عین دسترخوان پر بھانڈا پھوٹ جائے گا، بدبو کو کوئی کیسے چھپائے گا؟ سب کہیں گے کہ کیسی بدبو آرہی ہے؟ معلوم ہوگا کہ ان کا پاجامہ زردرُو ہورہا ہے۔ کہئے صاحب یہ زردرُو کیسا ہے یہاں؟ پھر رسوا ہونا پڑتا ہے، دنیا کی رسوائی ہوتی ہے اور دل کی پریشانیاں ہوتی ہیں۔ پھر نہ عرقِ بید مشک کام کرتا ہے نہ افتیمون ولایتی کام کرتا ہے، نہ خمیرہ مروارید کام کرتا ہے۔ جو اللہ کے غضب اور قہر کی نافرمانیوں سے حرام لذّت حاصل کرتا ہے، واللہ! قسم کھا کر اس مسجد کے منبر اور محراب سے کہتا ہوں کہ اس کا دل اتنا بے چین رہے گا کہ ایک دن یہ خودکشی کرلے گا یا اس کا ہارٹ فیل ہوجائے گا کیونکہ اللہ جس سے ناراض ہوتا ہے اس کے دل کو سارے عالم کے مُفرِّحات اور سارے عالم کے مُسکِّنات نہ فرحت دے سکتے ہیں نہ سکون دے سکتے ہیں کیونکہ سب اللہ کی مخلوق ہیں، امرِ الٰہی کے تابع ہیں، چاہے خمیرہ مروارید ہو، خمیرہ ابریشم ہو یا خمیرہ گاؤزبان ہو۔ اس وقت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا پیارا شعر یاد آیا ؎

نگاہِ اقرباء بدلی، مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اِک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

دعویٰ عشق کرنے والو! اللہ کی نظر سے نظر ملا کر دیکھو۔ جس سے اللہ کی نظر بدلتی ہے اس کے رشتہ دار، بیوی بچے سب نافرمان کر دیئے جاتے ہیں، وہ کہیں چین نہیں پاتا، یہ معمولی بات نہیں کہہ رہا ہوں، سارے عالم میں بے چین پھرتے رہو گے۔

اولیاء اللہ مخلوق میں محبوب کر دئے جاتے ہیں

اور اگر ایک اللہ کو خوش کرلو تو اللہ کے ذمّہ ہے کہ جس ماحول میں بھی رہو گے بیوی، بچے، دوست احباب اللہ تعالیٰ ان سب کو فرماں بردار کر دے گا اور آپ کو ان میں شانِ محبوبیت دے گا کیونکہ اللہ اتنا پیارا ہے کہ جس کے دل میں وہ پیارا آتا ہے اس کے دل کو ہر طرف پیار ملتا ہے۔ اس کا ثبوت قرآن پاک سے دیتا ہوں۔ قرآن پاک میں اللہ کا وعدہ ہے کہ:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا۝﴾

(سورۃ مریم: آیۃ ۹۶)

اگر تم ایمان لاؤ اور عملِ صالح کرو تو عنقریب اللہ تعالیٰ دنیا میں محبوبیت دیں گے۔ آج جو لوگ اللہ والے ہیں کافر بھی ان کا احترام کرتا ہے، ادب کرتا ہے، ان سے دعا لیتا ہے۔ ہندوستان میں میرے شیخ کے پاس الیکشن میں ہر پارٹی والے ہندو آتے ہیں کہ مولوی صاحب دعا کیجیے کہ بھگوان ہم کو جِتا دے۔ تو حضرت سب سے وعدہ کر لیتے ہیں کہ بالکل دعا کریں گے لیکن دعا کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ اے خدا! تیرے بندوں کے لئے جس لیڈر کا کامیاب ہونا مفید ہو اسے جِتا دے۔ تو سب کے لئے دعا ہو گئی یا نہیں؟

جہنم کا پیٹ اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی سے بھرے گا

تو اللہ تعالیٰ جب جہنّم سے پوچھیں گے کہ ہَلِ امۡتَلَـْٔتِ اے جہنّم! تیرا پیٹ بھر گیا؟ تو وہ کہے گی ہَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ یہ قرآن پاک کی آیت ہے کہ

دوزخ کہے گی اے اللہ مجھے اور چاہیے تو کیا اللہ تعالیٰ بے گناہ مخلوق پیدا کر کے ڈال دیں گے؟ جنّت میں تو ٹھیک ہے، ان کا کرم ہے لیکن جہنم میں تو ظلم ہو جاتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کیا کریں گے؟ سن لو! جو اللہ جہنّم کا پیٹ بھرنے کے لئے کریں گے وہی معاملہ آپ اپنے نفس کے دوزخ کے ساتھ کرو تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے نفس کا پیٹ بھی بھر جائے گا جیسے جہنم کا پیٹ بھر جائے گا اور جب اس کا پیٹ بھر جائے گا تو اس سے تین مرتبہ یہ آواز آئے گی قَطْ قَطْ قَطْ، بعض روایات میں ہے کہ دو مرتبہ یہ آواز آئے گی قَطْ قَطْ یعنی اے اللہ! میرا پیٹ بھر گیا۔ تو جہنم کا پیٹ کیسے بھرا؟ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھیں گے:

((حَتّٰی یَضَعَ رَبُّ الْعِزَّۃِ فِیْھَا قَدَمَہٗ۔ متفق علیہ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب خلق الجنۃ والنار، ص ۵۰۵)

ایک اشکال اور اس کا جواب

اب دیکھو! علمی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو جسم سے پاک ہے، اللہ کے پیر اور قدم کہاں ہیں؟ لہٰذا شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہاں قدم سے مراد اللہ کی تجلی ہے، نور ہے، جلوہ ہے، یعنی اللہ کی قوی تجلی ظاہر ہو گی۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قدم کا لفظ کیوں استعمال کیا؟ کیونکہ قدم سے وزن کیا جاتا ہے، جب آپ کو وزن کرانا ہوتا ہے تو یہ نہیں کرتے کہ اپنا کان رکھ دیں یا انگلی رکھ دیں بلکہ کہا جاتا ہے کہ اپنا قدم رکھئے تا کہ آپ کے پورے جسم کا وزن پڑے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ کے قدم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنی قوی تجلی نازل فرمائیں گے کہ اس کے وزن سے جہنم کا پیٹ بھر جائے گا اور مزید کی خواہش نہ رہے گی۔ (فتح الباری: (دار الکتب العلمیۃ)، ج ۹ ص ۵۱۴)

نفس کا علاج بھی اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی ہے

تو نفس دوزخ کی برانچ ہے، گناہ کرنے سے اس کی خواہش اور بڑھ جائے گی، لہٰذا نفس کے اوپر اللہ کا قدم لاؤ تو نفس سے آواز آئے گی قَطْ قَطْ کہ اے صوفی! بس کر دل میں سکون آ گیا، اب ہم ایک گناہ بھی نہیں کریں گے، جو ہونا تھا ہو گیا اور ماضی کی تلافی بھی کریں گے کہ اے اللہ! بالغ ہونے سے لے کر آج تک ہم سے جو گناہ ہوئے اس کو اپنی رحمت سے معاف فرما دیجئے۔ ماضی کی تلافی استغفار سے کریں گے اور حال کی تلافی تقویٰ سے کریں گے، گناہوں سے پرہیز کریں گے اور مستقبل کی تلافی یہ ہے کہ عزمِ تقویٰ رکھیں گے کہ جان دے دیں گے مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے غیر شریفانہ طور پر اللہ کی ناراضگی اور ناخوشی کی راہوں سے اپنے قلب کو مِنْ حَیْثُ الْعَبْدِ یعنی غلام ہونے کی حیثیت سے حرام خوشیاں اپنے دل میں استیراد نہیں کریں گے اور اس دل کو حرام خوشیوں سے بچانے کے لئے مردانہ ہمت اختیار کریں گے، جانبازی اختیار کریں گے اور اپنی پوری وفاداری پیش کریں گے، اپنی ہمت کو اور طاقت کو مِن وعَن، مِنَ الْبِدَایَۃِ اِلَی النِّہَایَۃِ اللہ پر فدا کر دیں گے، ہمت چور نہیں بنیں گے جیسے بھینس دودھ چُرا لیتی ہے، جب اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو دو تین کلو دودھ چڑھا لیتی ہے اور اتنا اوپر چڑھاتی ہے کہ بھینس کا مالک لاکھ تھن پر ہاتھ مارتا رہے مجال نہیں کہ ایک قطرہ وہاں سے نکال لے۔ تو بھینس بھی چور ہے اور نفس بھی چور ہے، نفس اپنے گناہ سے بچنے کی ہمت کو استعمال نہیں کرتا، یہاں تک کہ دل سے لاحول ولاقوۃ بھی نہیں پڑھتا کیونکہ حرام لذت سامنے ہے، یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں پوری ہمت اختیار کر لوں گا تو کہیں متقی نہ ہو جاؤں، پھر ہمارے حرام مزے کہاں جائیں گے۔

میرے مرشد شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ہم

اس طرح حرام مزے کے عادی ہو چکے ہیں کہ بعض لوگ اللہ والوں کے پاس اس لئے نہیں جاتے کہ کہیں گناہ چھوٹ نہ جائیں، پھر فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس جانے سے گناہ چھوڑنے نہیں پڑیں گے خود چھوٹ جائیں گے۔ اور مثال کیسی دی کہ ایک آدمی تغلق ہاؤس سے بیس ہزار روپے رشوت لے کر آرہا ہے، اتنے میں موٹر سائیکل سے اس کا دوست آیا اور اس نے کہا کہ پولیس کی گاڑی آرہی ہے، آپ کے پاس جتنی حرام کی رقم ہے وہ سب ضبط کرلیں گے اور آپ کو پکڑ لیں گے۔ تو وہ کیا کرے گا کہ کسی گٹر میں جس کا ڈھکن کھلا ہوا ہوگا، ساری رقم ڈال دے گا اور جب پولیس آکر پکڑے گی کہ ہماری معلومات کے مطابق تم رشوت لے کر جارہے ہو تو وہ کہے گا کہ صاحب تلاشی لے لیجئے اور ہاتھ اٹھا دیا کہ دیکھ لو، اب سب جیبیں ٹٹول لیں مگر کچھ نہیں ملا تو سب پریشان ہو گئے اور بجائے اس کے کہ مار پڑتی، پولیس معافی چاہ رہی ہے کہ بھئی آپ کی شان میں گستاخی ہوگئی، معاف کردیجئے۔

تو حضرت کا جملہ دیکھو کہ یہ بیس ہزار کی رشوت کے حرام نوٹ اس کو چھوڑنا پڑے یا خود چھوڑ کر خوش ہورہا ہے؟ تو جتنا ڈر پولیس کے ڈنڈے کا ہے جب اللہ کی گرفت اور جہنم کا ہوگا تو گناہ چھوڑنا بھی آسان ہوجائے گا۔ اور جب دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کو صاحبِ انتقام اور صاحبِ قدرتِ کاملہ سمجھو گے تو یقین درست ہوجائے گا، آنکھوں کا موتیا پن نکل جائے گا اور قہرِ حماقت سے دور ہوجاؤ گے۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو گناہ چھوڑنے نہیں پڑیں گے خود چھوٹ جائیں گے بلکہ گناہ چھوڑ کر آپ خوشی محسوس کریں گے کہ اے اللہ! آپ کا احسان ہے، مجھے معافی تو آپ دے دیں گے مگر مجھے اس کی شرم آتی ہے کہ اتنے دن تک میں نے آپ کو کیوں ناراض رکھا، مجھے اپنے ایامِ مجرمانہ پر ندامت ہے کہ میں نے استغفار و توبہ

کرنے میں اور گناہ چھوڑنے میں دیر کیوں کی، اس تاخیر پر میں شرمسار ہوں کہ آپ میرے کِردگار اور پروردگار ہیں اور آمُرزگار ہیں۔ آمُرزگار کے معنی بخشنے والا اور پروردگار کے معنی پالنے والا، کِردگار کے معنی مالک۔ ہم شرمسار بھی ہیں اور شرمسار کیسے ہیں کہ ہم اشک بار بھی ہیں اور بے قرار بھی ہیں، دل میں چین نہیں ہے لیکن جب توبہ قبول ہوگی تو دل میں چین آجائے گا۔ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ توبہ قبول ہونے کی علامت کیا ہے؟ تو سمجھ لیجئے کہ گناہ سے دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں، گرمی اور اندھیرا، حرارت اور ظلمت۔ تو جب اشک بار آنکھوں سے اور ندامت سے توبہ قبول ہوگی تو دل میں اجالا آجائے گا اور گرمی کی جگہ ٹھنڈک آجائے گی، جب دل میں ٹھنڈک محسوس ہو اور اجالا محسوس ہو تو سمجھ لو توبہ قبول ہوگئی۔

گناہوں کے تقاضوں کی آگ بجھانے کا طریقہ

تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جیسے دوزخ کا پیٹ اللہ کے قدم سے بھرے گا یعنی قوی تجلی ظاہر ہوگی جس سے اس کا پیٹ بھر جائے گا تو ہمارے نفس پر اللہ کی قوی تجلی کیسے آئے گی کہ نفس ظالم کا گناہوں سے پیٹ بھر جائے کیونکہ معمولی عبادت سے گناہ نہیں چھوٹتے جب تک اللہ کی قوی تجلی نہ ہو۔ اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ حج بھی کر رہا ہے، عمرہ بھی کر رہا ہے اور گناہِ کبیرہ بھی کر رہا ہے، حج اور عمرہ کر کے آئے اور گناہِ کبیرہ میں منہ کالا کیا، تسبیح اور تہجد کے ساتھ بھی گناہِ کبیرہ نہیں چھوٹ رہے تو معلوم ہوا کہ اس کے عبادت کے انوار سے ابھی کوئی قوی تجلی نہیں آرہی ہے جس سے گناہ چھوٹ جائیں لہٰذا اس تجلی کو تلاش کرو تاکہ آپ کے نفس سے بھی قَطْ قَطْ کی آواز آجائے اور اس کے بعد معصیت کے ارادے ختم ہوجائیں، ہلکے پھلکے تقاضے تو رہیں مگر ارادۂ معصیت سے نجات مل جائے۔ ارادہ اور ہے تقاضا اور ہے۔ ارادۂ معصیت ہلکا پھلکا رہنا

ضروری ہے ورنہ تقویٰ کیسے پیدا ہوگا؟ کیونکہ تقویٰ کا چولہا کب گرم ہوگا؟ جب اس میں لکڑیاں ڈالو گے۔ یہ تقاضائے معصیت تقویٰ کے چولہے کی لکڑیاں ہیں، لکڑیاں جلائی جاتی ہیں کھائی نہیں جاتیں، اللہ کے خوف کے چولہے میں تقاضائے معصیت کو جلاتے رہو تو تقویٰ کا چولہا روشن رہے گا۔

تقاضائے معصیت کا بالکل ختم ہو جانا مطلوب نہیں

اس کے لئے ترکیب بتاتا ہوں، پہلے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر سن لو کہ شہوت کی آگ کیسے بجھے گی؟ گناہوں کے تقاضوں کی آگ کیسے بجھے گی؟ تم ولی اللہ کیسے بنو گے؟ اللہ کی دوستی کیسے نصیب ہوگی؟ جیسے اللہ کے قدم یعنی قوی تجلی نے جہنم کو سکون دے دیا اور اس کا پیٹ بھر گیا تو آپ کے نفس کا پیٹ گناہوں سے نہیں بھرے گا بلکہ گناہ کرنے سے تقاضائے معصیت شدید ہوتے چلے جائیں گے لہٰذا اللہ کی قوی تجلی حاصل کرو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نارِ شہوت چہ کشد نورِ خدا

شہوت کی آگ کو اللہ کے نور کے سوا کوئی چیز نہیں بجھا سکتی مگر نور کیسا ہو؟ قوی نور ہو، ہلکا پھلکا نہ ہو، اتنی قوی اور وزنی تجلی ہو جو آپ کے نفس کو دبائے رکھے، تقاضے کو ختم تو نہ کرے مگر مغلوب کر دے، اسی لئے اللہ نے غصہ کے لئے فرمایا:

﴿وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ﴾

(سورۃ اٰل عمرٰن: آیۃ ۱۳۴)

یعنی جو غصہ کو دبائے رکھتے ہیں وَالْعَادِمِیْنَ الْغَیْظَ نازل نہیں فرمایا کہ غصہ معدوم ہی ہو جائے، ختم ہی ہو جائے۔ اگر غصہ بالکل معدوم و مفقود ہو جائے تو پھر جہاد بھی نہیں کر سکتا کیونکہ کافروں پر جہاد کے وقت بھی جب غصہ نہیں آئے گا تو ان سے مقابلہ کیسے کرے گا؟ جہاں غصہ واجب ہے وہاں بھی نہیں آئے گا۔

اس لئے مفسر عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ نازل فرمایا کہ غصہ کو دبا کے رکھتے ہیں، پی جاتے ہیں، نامناسب جگہ غصہ نہیں کرتے، ظالم نہیں ہوتے، اور وَالۡعَادِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ نازل نہیں فرمایا کہ غصہ کو معدوم کر دیتے ہیں۔ اس لئے تقاضائے معصیت کو معدوم کرنا ہم پر فرض نہیں ہے ورنہ اپنی بیوی کا حق بھی ادا نہیں کر سکتے البتہ اس کو مغلوب رکھنا فرض ہے۔

گناہوں سے بچنے کے لئے اسبابِ گناہ سے بچو

نفس ایک گھوڑا ہے، گھوڑے کو بیچنا فرض نہیں ہے گھوڑے کی سرکشی ختم کر کے اس پر غالب رہنا فرض ہے ورنہ منزل کیسے طے ہوگی؟ نفس کی صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے، اس کی طاقت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے مگر نفس کے گھوڑے کو اتنا مال مت کھلاؤ کہ وہ تم کو اٹھا کے پٹخ دے اور تمہاری چیخ نکل جائے، نفس پر اتنا کنٹرول کرو کہ جس سے پٹخنے کی نوبت نہ آئے، اللہ کی نافرمانی کے زیرو پوائنٹ، نقطہ آغاز سے آگے نہ بڑھنے پائے، اللہ کے غضب وقہر کے اعمال سے ایک اعشاریہ بھی حرام لذت نہ لیں۔ اور جس کی بیوی نہیں ہے اس کو اپنے نفس کو غذا کم دینی چاہیے کیونکہ اس کے پاس حلال محل نہیں ہے، وہ اپنی ساری طاقت عبادت میں صرف کر دے۔ اور اگر زبان کا چٹخورہ ہے کہ سموسہ کباب کے بغیر اس سے کھانا ہی نہیں کھایا جاتا تو تمام حلال نعمتیں کھائے لیکن اپنے نفس کو مغلوب رکھنے کے لئے اچھے ماحول میں رہے اور گناہوں کے ماحول سے دور رہے۔ پھر کیا کرے؟ کہاں جائے؟ خود کو زمین سے ٹیک آف رکھے۔ کیا مطلب؟ اتنا زیادہ زمین سے ٹیک آف رہیں، اللہ کو اتنا زیادہ یاد کریں کہ قلب کے لحاظ سے آپ اللہ تعالیٰ سے مقرب رہیں، آپ کا دل خدا کے پاس رہے اور جسم مخلوق کے پاس رہے، اس کی مشق کرو۔ اس کے لئے اللہ والوں کے ساتھ بنیت اخلاص وارادہ

اتنا زیادہ رہنا فرض ہے، اتنا زیادہ اللہ سے تعلق حاصل کرو، اللہ والوں سے اتنی قوی تجلی حاصل کرو کہ جس سے گناہ چھوٹ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ایک سانس بھی نہ گذرنے پائے۔ یہ ہے اولیائے صدیقین کی منتہا، پھر اس سے آگے ولایت کا کوئی درجہ نہیں ہے کہ جس بندہ کی ہر سانس اللہ پر فدا ہو اور وہ ہر سانس اللہ کی ناراضگی والی حرام لذت سے، غیر شریفانہ و نامناسب حرکات سے محفوظ رہتا ہو اور اپنی شرافت اور اپنے نفس کی ڈیمانڈ کو مثل سانڈ کے داؤ پر نہ لگاتا ہو۔

قلبِ شکستہ کو اللہ تعالیٰ کا پیار نصیب ہوتا ہے

تو بتاؤ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں یا نہیں؟ جو گناہ چھوڑنے کا غم اٹھائے گا اور دل توڑتا رہے گا، بتاؤ! خونِ آرزو سے دل ٹوٹے گا یا نہیں؟ آرزوئے حرام کے چھوڑنے سے دل ٹوٹے گا یا نہیں؟ تو ٹوٹے ہوئے دل پر، زخم کھائے ہوئے دل پر، حسرت زدہ دل پر اللہ کو پیار نہ آئے گا کہ یہ وہ مبارک دل ہے جو میرے لئے غم اٹھاتا ہے۔ بعض دل دنیاوی معشوقوں کے لئے غم اٹھاتے ہیں، ان کے لئے تارے گنتے ہیں، لیکن یہ وہ دل ہے جو اللہ کے لئے تارے گنتا ہے، یہ وہ دل ہے جو ہمارا غم اٹھاتا ہے۔ اللہ پیارا، اس کا راستہ پیارا، اس کی راہ کا غم پیارا، اس کی راہ کا راہبر پیارا، اس کی راہ کا سالک بھی پیارا، اس کی راہ کے کانٹے بھی پیارے ہیں، سارے عالم کے پھولوں سے بہتر ہیں لہٰذا اگر گناہ چھوڑنے میں تھوڑا سا غم اور زخمِ حسرت اور آپ کے دل میں بے چینی آتی ہے جو اللہ کے پیار کے قابل ہے، اس حلال بے چینی پر خدا کو پیار آتا ہے، خدا کا بوسہ نصیب ہوتا ہے، اس پر ایک کروڑ حرام چین قربان ہو جائیں ؎

از لبِ نادیدہ صد بوسہ رسید
من چہ گویم روح چہ لذت کشید

یہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر نہیں ہے، یہ اختر کا شعر ہے کہ وہ لب جو دکھائی نہیں دیتے یعنی عالمِ غیب سے قلب کو اللہ کا پیار اور بوسہ ملتا ہے اور جس حرام لذت پر خدا کی لعنت اور غضب برستا ہے، واللہ کہتا ہوں میرے دوستو! سن لو اور آج رمضان کے مہینہ میں، جمعہ کے اس مبارک دن میں ارادہ کرلو کہ ایسی حرام لذت سے ہم اپنے قلب کو نا آشنا کریں گے۔ نہ ایسی لذتوں کو ہمکنار کریں گے، نہ ایسی لذتوں کو یار بنائیں گے بلکہ ایسی لذتوں سے بیزار ہو جائیں گے تو اللہ ارحم الراحمین ہے، اگر ہم ایک ذرّہ غم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ خوشیوں کا سمندر برسا دے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ ۔اللہ تعالیٰ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر دے، فرماتے ہیں ؎

گر ز صورت بگذری اے دوستاں
گلستان است گلستان است گلستاں

اے یارو! اللہ سے سودا کرلو، اگر تم اللہ پر ایک گل فدا کر دو تو اللہ پورا گلستان و گلشن دے دے گا، ایک پھول کے بدلہ میں اللہ پورا چمن اور پورا گلستان دے دے گا۔ اللہ پر فدا ہو کر تو دیکھو۔ اللہ والے جب کچھ پاتے ہیں، جب وہ بہتر پاتے ہیں تب کمتر کو چھوڑتے ہیں، اگر خدا، ارحم الراحمین، اپنے اولیاء کے دلوں پر اپنے کرم و فضل اور رحمت کی بارش، اپنا بوسۂ قربِ خداوندی نصیب نہ فرماتا تو کیوں وہ دنیا کی حرام لذتیں چھوڑتے؟ اللہ کی شرابِ محبت کے سامنے دنیا کی شراب کیا حیثیت رکھتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کی محبت کی ازلی اور ابدی شراب

تین قسم کی شراب ہیں۔ نمبر۱۔ اللہ کی محبت کی شراب جو ازلی بھی ہے، ابدی بھی ہے۔ نمبر ۲۔ جنت کی شراب ابدی تو ہے ازلی نہیں ہے۔ اور نمبر ۳۔ دنیا کی شراب جو نہ ازلی ہے نہ ابدی ہے۔ لہٰذا اگر بے مثل مزہ چاہتے ہو تو اپنے

پالنے والے کو خوش کرلو۔ اللہ کے نام کی لذت دنیا سے بہتر ہے، جنت سے بہتر ہے۔ اس کا کوئی مثل نہیں، رشکِ سلاطین، رشکِ تخت وتاج، رشکِ شمس وقمر، رشکِ لیلائے کائنات، رشکِ مجانینِ عالم، رشکِ سموسہ و بریانی غرض سارے عالم میں اللہ کا کوئی مثل نہیں ہے اور جو ولی اللہ لذتِ بے مثل کا حامل ہوتا ہے، اس کا بھی کوئی مثل نہیں ہوتا۔

اولیاء اللہ کے قربِ الٰہی کی لذت میں بھی فرق ہوتا ہے، کسی ولی کی تفصیلی لذتِ قرب کو دوسرا ولی نہیں سمجھ سکتا۔ جیسے ماں جب بچہ کو دودھ پلاتی ہے تو دودھ کی شیشی پر کپڑا لپیٹ دیتی ہے تاکہ محلہ کے لڑکے نہ دیکھ لیں، دوسرے بچوں کی نظر نہ لگ جائے۔ اگر ماں کے گھر میں اپنے دس بچے ہیں تو ماں سب بچوں کی شیشی پر کپڑا باندھتی ہے کہ میرے بچوں کو میرے بچوں سے نظر نہ لگ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی نظر سے بچانے کے لئے اپنے پیاروں کو اپنے پیاروں سے مخفی راہ سے لذتِ قُرب عطا کرتا ہے اور ہر ولی کو تفرد یعنی انفرادیت دیتا ہے۔

نماز کا قبلہ اور دل کا قبلہ

دوسری بات سنئے! جب جہاز اڑتا ہے تو آپ اپنی نمازیں کس رُخ پر پڑھتے ہو؟ جس رُخ پر جہاز اڑتا ہے اسی طرف اپنا منہ کرلیتے ہو یا قبلہ کی طرف منہ کرتے ہو یعنی اپنا قبلہ الگ بناتے ہو؟ ؎

کوئے جاناں سے خاک لائیں گے
اپنا مجنوں الگ بنائیں گے

تو جہاز جس رُخ پر بھی جا رہا ہو مگر آپ کعبہ کی طرف جائے نماز بچھاتے ہیں۔ اسی طرح آپ جب بھی زمانہ کی ہواؤں میں رہیں مگر اپنا قبلہ درست رکھیے اور زمانہ سے مت ڈریئے ؎

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

لہٰذا جس طرح آپ جہاز میں اپنی جائے نماز قبلہ کے رُخ پر بچھاتے ہیں اور دھیان رکھتے ہیں کہ قبلہ کا رُخ بدل نہ جائے اسی طرح دنیا میں بھی آپ دیکھیں کہ ہوا کا رُخ گڑ بڑ ہے، اگر قلب کا جھکاؤ غیر اللہ کی طرف ہو رہا ہو تو فوراً اپنا قبلہ درست کرلو، اگر دل ایک اعشاریہ بھی کسی حسین کی طرف جھک رہا ہے تو دردِ دل سے کہتا ہوں اور واللہ کہتا ہوں کہ ایک اعشاریہ جھکاؤ سے بھی ہوشیار ہو جاؤ کیونکہ تمام عالم کے انجینئرز اور سائنس دان کہتے ہیں کہ اگر دیوار نوّے درجہ پر نہیں رہی بلکہ نواسی (۸۹) درجہ پر جھک چکی ہے، ایک اعشاریہ جھک گئی ہے، عام لوگوں کو پتا نہیں چلتا ہے مگر انجینئر آلہ لگا کر فوراً اعلان کرتے ہیں کہ اس دیوار کے نیچے کوئی پناہ نہ لے ورنہ یہ دیوار جس کی کسی نے پناہ لی وہ بھی گرے گی اور پناہ لینے والے بھی مریں گے۔

شیخ کس کو بنانا چاہیے؟

تو ایسے شیخ کو بھی مت اختیار کرو، ان سے دین مت حاصل کرو جن کا قلب نوّے درجہ اللہ کی طرف نہیں ہے، چونکہ ان کی دیوارِ استقامت خود نوّے درجہ پر نہیں ہے لہٰذا ہوسکتا ہے کہ وہ دیوار گر جائے اور تم بھی مر جاؤ۔ اس لئے مرید ہونے میں جلدی نہ کرو، کچھ دن آزماؤ اور ان کی صحبتوں میں رہو، دیکھو کہ یہ شخص اللہ کے راستے پر نوّے درجہ اپنے قلب کا قبلہ صحیح رکھتا ہے یا نہیں؟ ہوائی جہاز میں بھی اپنے احباب کو دیکھتے رہو کہ یہ ایئر ہوسٹس کو دیکھ دیکھ کر اپنے قلب کا قبلہ خراب کر رہا ہے یا اپنے قلب کی حفاظت کے ساتھ وہاں بھی نوّے درجہ اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ یہ پیری مریدی آسان نہیں ہے۔

تو ایک مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تقویٰ کے قبلہ کو نوّے درجہ کی استقامت عطا فرمائیں۔ دنیا میں ہمارے قلب کا قبلہ بدلنے والوں کی

تعداد بہت زیادہ ہے، دکاندار کو بازاروں میں، کسی کو ہوائی جہازوں میں، کسی کو ائیر پورٹ پر، کسی کو ریلوے اسٹیشنوں پر، کسی کو کلفٹن کی ٹن ٹن پر ہر جگہ قلب کا قبلہ بدلنے والے اسباب موجود ہیں۔ کسی کو جھاڑ پھونک کرنے میں مثلاً اگر جعلی عامل کے پاس معمولہ آگئی، خاتون آگئی تو ان کا سب فارمولہ تباہ ہوگیا۔ لہٰذا پیر کا بھی امتحان ہوتا رہتا ہے۔

ایک جعلی پیر کی گمراہی اور اس کا علاج

میرے پاس بھی خواتین کے ٹیلیفون آتے ہیں کہ آپ صحبتِ شیخ کے بارے میں جو بیان کرتے ہیں تو ہم صحبت میں کب آئیں؟ ٹائم کیا ہے؟ میں نے کہا کہ عورتوں کے لئے مسئلہ دوسرا ہے، ان کو کانوں کے ذریعہ فائدہ پہنچے گا، بس میری تقریر سنا کرو۔ سندھ میں ایک جعلی پِیر تھا، وہ کنواری لڑکیوں سے پَیر پیر
دبواتا تھا۔ میرے ایک مرید کی اس سے رشتہ داری تھی۔ اس نے پِیر سے پوچھا کہ بھئی ان کی اماں جو بوڑھی ہے ان سے کیوں نہیں پَیر دبواتے؟ تو اس نے کہا کہ بوڑھیوں سے پَیر دبوانے سے میری روحانیت نہیں بڑھتی، کنواری لڑکیوں سے میری روحانیت بڑھتی ہے۔ میں نے کہا کہ جاؤ اور اس پِیر کو اتنا پٹواؤ کہ پھر دوبارہ وہاں کا رُخ نہ کرے۔ تو میرا مرید بھی غضب کا تھا، اس نے دو چار ڈاکٹر وغیرہ پڑھے لکھے رشتہ داروں کو سمجھایا اور کہا کہ دیکھو بھئی فتنہ ہو رہا ہے، دین برباد ہو رہا ہے، یہ کون سا دین ہے؟ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تو کبھی غیر عورتوں کو ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہیں کیا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی غیر عورتوں سے پردہ فرماتے تھے، یہ کیا نعوذ باللہ نبی سے بھی بڑھ گیا، لہٰذا اس کی مار پٹائی کرو۔ بس پھر ایسی پٹائی لگائی کہ اس نے خدا کی دُہائی دی اور وہاں سے بھاگ گیا۔

تو دوستو! یہ عرض کر رہا ہوں کہ آج ارادہ کرلو کہ جب تک اللہ نے زندگی دی ہے ہم اپنے قلب کے قبلہ کو اور قلب کی توجہ کو ایک اعشاریہ یعنی نوّے سے ایک کم، نواسی درجہ (۸۹) بھی نہیں ہونے دیں گے۔ نوے سے ایک کم کو نواسی کہتے ہیں، نواسی (۸۹)، اُناسی (۷۹)، اُنہتر (۶۹) اور اُنسٹھ (۵۹)۔ یہ اردو میں اتنے مشکل الفاظ ہیں کہ اچھے اچھے بھی گڑ بڑا جاتے ہیں۔ ایک اعشاریہ بھی دل کو حرام لذتوں سے آشنا نہ کرو۔ واللہ! کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا عظیم مزہ دے گا کہ آپ میرا شکریہ ادا کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت بے مثل ہے، غیر فانی ہے، غیر محدود ہے۔ جب بہتر والی پیو گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کمتر والی منہ سے نہیں لگے گی، اعلیٰ درجہ کی ڈش کھانے والوں کو کمتر درجہ کی ڈش منہ کو نہیں لگتی، حلق سے ہی نہیں اترتی۔ پھر ان شاء اللہ گناہ کرنا بھی چاہو گے تو دل کہے گا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اس لئے بہتر پینے کی عادت ڈالو اور اللہ کے قرب سے بہتر کوئی مے خانہ نہیں ہے، کوئی مے کدہ نہیں ہے۔ اور اللہ کے راستہ کے مرشدین اور ساقی سے بڑھ کر کوئی ساقی بھی نہیں ہے بشرطیکہ وہ اللہ کے لئے اللہ کے بندوں کے ساتھ مخلص ہو۔

اولیاء اللہ اپنا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ سے لیتے ہیں

دیکھو! ایک لڑکا اغوا ہو گیا، ایک آدمی جا کر کہتا ہے کہ ہم تم کو تمہارے ماں باپ تک پہنچا دیں گے مگر اتنا پیسہ دو تو سمجھ لو کہ یہ شخص صحیح نہیں ہے، اسی طرح جو اپنے مریدوں سے پیسہ مانگتا ہے یہ پیر، مخلص نہیں ہے۔ جو مخلص ہوگا وہ لڑکے کے باپ سے تو انعام لے گا لیکن لڑکے سے کہے گا تم میرے ساتھ چلو، میں تمہیں تمہارے ابّا سے ملا دوں گا، تم اپنے ماں باپ کو دیکھنا، ماں باپ خود اس کو انعام دیں گے۔ اسی لئے دنیا میں جتنے نبی آئے سب نے کہا:

﴿اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ﴾

(سورۃ یونس : آیۃ ۷۲)

اے انسانو! ہم تم سے اجرت نہیں مانگتے، ہمارا اجر اللہ کے ذمہ ہے جن کے حکم سے ہم بندوں کو اللہ سے ملانے کی کوشش کررہے ہیں، اس کا اجر اللہ دیتا ہے۔

دینی خدام کے رزق کا غیبی انتظام

میرے شیخ نے فرمایا کہ کسی فوجی سے پوچھو کہ تم سرکار کی کتنی خدمت کرتے ہو، جنگ میں جان تک دے دیتے ہو لیکن تم کہاں سے کھاتے پیتے ہو؟ وہ کہے گا کہ صاحب! ہم سرکاری کام کرتے ہیں، سرکار دیتی ہے اور ایسا دیتی ہے کہ ہمارا کھانا ٹیسٹ ہوتا ہے، ہمارا دودھ بھی اصلی ہوتا ہے، باقاعدہ ڈاکٹر لگے ہوتے ہیں تو جو لوگ سرکاری کام کرتے ہیں ان کو اعلیٰ درجہ کی غذا، چیز ملتی ہے، ان کی صحت کے لئے حکومت فکر رکھتی ہے۔ اسی طرح اہل اللہ جہاں جاتے ہیں خود بھی کھاتے ہیں اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی کھاتے ہیں اور سنو بڈھا پیر کم کھاتا ہے چیلے کھا کے زیادہ موٹے رہتے ہیں، آپ میرے چیلوں کو دیکھ لو جو نوجوان ہیں اور ان میں بھی امیر الچیالین یعنی تمام چیلوں کے امیر یعنی میر صاحب کو دیکھ لو۔

بس دعا کرو اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ سب بیماروں کو شفا دیں اور سب کی جائز حاجتیں پوری فرمائیں۔ دعا کرو کہ اے اللہ! ہم سب حاضرین اور ہماری خواتین جو حاضرات ہیں اور میرے غائبین احباب اور سارے عالم کی غائبات خواتین سب کی جائز حاجتوں کو پوری فرما دیں اور نیک مقاصد میں بامراد فرما دیں اور دنیا بھی دے دیں اور

آخرت بھی دے دیں، مقروضوں کا قرضہ ادا فرما دیں، غریبوں کی غریبی دور فرما دیں، تنگ دست لوگوں کو وسعت و کشادگی دے دیں اور گناہ کے عادی بندوں کو گناہ کی عادت سے پاک کر دیں، اپنے درباری اور اپنے دوستوں کے دائرہ میں ان کو داخل کر لیں اور ہمارے قلب سے گناہوں کے برے برے تقاضوں کا خروج کر دیں۔ ہم سب کو اللہ والی زندگی عطا فرما دیں، گروہِ اولیاء میں داخل فرما دیں، ہماری ہمتوں کو درجہ عالیہ عطا فرما دیں، ہمت مردانہ وشیرانہ عطا فرما دیں، مخنثانہ زندگی سے نجات دے دیں، اور غیر شریفانہ لذتِ حرام چکھنے سے بھی ہم سب کو پاک فرما دیں۔

اس مبارک مہینہ میں عرش کے اٹھانے والے فرشتے اس وقت آمین کہہ رہے ہیں، اے اللہ! اپنے حاملین عرش فرشتوں کی آمین کے صدقہ میں ہماری دنیا بھی بنا دے، آخرت بھی بنا دے اور اولیاء صدیقین کی آخری سرحد تک ہم سب کو پہنچا دے، ہماری اولاد کو بھی، ذریات کو بھی، خاندان کو بھی، سارے عالم کے مسلمانوں کو بھی اور پوری امت مسلمہ کو۔ اور دینی خدّامِ کائنات کو ہر جگہ اپنے فرشتوں کی مدد سے فتح نصیب فرما دیجیے، دشمنوں کو مغلوب فرما دیجیے اور جو آپ کے اولیاء کے دشمن ہیں اور مسلمانوں کے دشمن ہیں سارے عالم کے دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ مسلمین کو پاش پاش کر دیجیے، پارا پارا کر دیجیے، انہیں آپس میں لڑا کر ان کو ذلیل وخوار کر دیجیے، آسمانی بلائیں، زمینی بلائیں شرقاً غرباً شمالاً جنوباً ان کو اتنی بلاؤں سے پاش پاش کر دیجیے کہ ان کی تاریخ بدل جائے، ان کا جغرافیہ دنیا سے ختم ہو جائے۔ جو مانگا ہے وہ بھی دے دیجیے اور بغیر مانگے بھی سب کچھ دے دیجیے، آپ کے خزانے میں ہمارے لئے جو خیر ہو وہ سب عطا فرما دیں کیونکہ آپ کریم ہیں اور کریم دینے سے خوش ہوتا ہے،

اس لئے آپ دونوں جہان ہم کو عطا فرما دیں۔

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما
دست بکشا جانبِ کشکولِ ما
اے مالکِ جہاں و کہکشاں
دست بکشا جانبِ زنبیل ما

اے اللہ! اپنے خزانے برسا دے، ہمارا دار العلوم بنوا دیجیے اور مدرسۃ البنات بنوا دیجیے اور ہمارے بچوں کا گھر بھی بنا دیجیے اور ایک پرنٹنگ پریس، چھاپا خانہ عطا فرما دیجیے تاکہ اختر کی آہ سارے عالم کے شرق و غرب، شمال و جنوب، آفاقِ عالم کی سارے عالمی زبانوں میں نثراً و نظماً نشریات کے ذریعہ پھیلا دیجئے اور اس کو امتِ مسلمہ کے لئے مفید بنا کر اور امتِ مسلمہ کو اس سے مستفید فرما کر جانِ پاکِ مصطفوی ﷺ کے لئے صدقہ جاریہ بنا دیجئے اور اختر کے لئے، اس کے ماں باپ کے لئے اور اس کے اساتذہ کرام و مشائخ عظام اور انصار مالیہ و بدنیہ و دعائیہ کے لئے اور سارے اَقْرِبَآءِ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَمِنْ جِهَةِ النِّسَآءِ کے لئے اور میری اولاد و ذریات سب کے لئے اللہ تعالیٰ صدقہ جاریہ بنا دے۔ اور میری اولاد اور ذریات کو، آپ سب کی اولاد اور ذریات کو قیامت تک ہم سب کو ہمارے خاندان کو صالحین متقین اولیاء بنا دے۔ اب بغیر مانگے عطا فرما دیجئے کیونکہ ابّا بہت کچھ بچوں کو بے مانگے بھی دیتا ہے۔ جیسے چھوٹا بچہ سردی سے ٹھٹھر رہا ہے، کانپ رہا ہے، اس کو عقل نہیں ہے کہ ابّا سے سوئیٹر مانگے لیکن ابّا اسے بغیر مانگے سوئیٹر لا دیتا ہے۔ تو اے اللہ! آپ ہماری حاجات سے باخبر ہیں، ہم مانگتے مانگتے تھک گئے ہیں، آپ ہماری تمام جائز اور نیک حاجتوں میں بامراد فرما کر ہماری دنیا بھی بنا دیجئے اور آخرت بھی بنا دیجئے۔

اور ایک دعا اور کرتا ہوں کہ اے خدا! ہم اپنی نالائقیوں سے آپ کو خوش نہیں کر سکے، بشری کمزوریوں سے نفس کے تقاضوں سے مغلوب ہو کر ہم نے بارہا آپ کو ناراض کیا ہے اور حرام لذت کشید کی ہے، ہم ان سے توبہ و استغفار کرتے ہیں، شرمسار ہیں، ندامت کے ساتھ اشک بار ہیں اور آپ ہمارے پروردگار، کردگار اور آمُرز گار ہیں۔ ہم تو اپنی نالائقیوں کی وجہ سے آپ کو خوش نہیں کر سکے مگر آپ ہم سب کو خوش کر دیجئے کیونکہ آپ ہماری خوشیوں سے بے نیاز ہیں اور ہم آپ کی طرف سے خوشیوں کے محتاج ہیں۔ آپ ہماری خوشیوں کے منتظر اور مشتاق نہیں ہیں، ہم آپ کی خوشی اور عطائے مسرت کے منتظر اور مشتاق ہیں۔ اگر آپ ہمیں خوش نہیں کریں گے، ہماری حاجت پوری نہیں کریں گے تو آپ بتائیے کہ ہم کس کے آگے اپنا ہاتھ پھیلائیں؟ آپ کے سوا ہمارا کون ہے؟ کوئی نہیں ہے، نہ دنیا میں نہ آخرت میں، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ آپ کے سوا ہمارا کون ہے؟ ہم کس سے اپنی خواہش پیش کریں؟ ہم کس سے اپنی آرزو پیش کریں؟ بچے اپنے ابّا سے آرزو پیش کرتے ہیں اور بندہ اپنے ربّا سے آرزو پیش کرتا ہے۔

اس لئے ہماری نالائقیوں کو معاف کرتے ہوئے ہماری سب جائز آرزو پوری کر دیجئے اور ہمیں اپنی مرضی کے مطابق بھی بنا دیجئے، اپنی خوشی کے مطابق ہماری زندگی کو تبدیل فرما دیجئے۔ جب جاپان خراب موٹروں کو ری کنڈیشن کرسکتا ہے تو آپ ہمارے خراب قلب کو، ہمارے دل کی موٹروں کو ری کنڈیشن کر کے اللہ والوں کے دل ہمارے سینوں میں ڈال دیجئے۔ جیسے ایک مریض نے برطانیہ میں اپنے دل کا آپریشن کرایا تو برطانیہ کے ڈاکٹر نے بتایا کہ جناب! میں نے آپ کے دل کے فوکس ویگن میں مرسڈیز کا طاقتور انجن ڈال دیا ہے، اب آپ دُہرا کام کریں گے۔ تو اے خدا! ہماری فوکس ویگن کے نہایت ہی

کمزور و خستہ دل میں اور گناہوں کے عادی دل میں اور مجرم، چوراور ہمت چوردل میں آپ مرسڈیز کا انجن ڈال دیجئے یعنی اولیاء اللہ کا دل ڈال دیجئے تاکہ ہم آپ کو ایک لمحہ ناراض نہ کریں اور ہر لمحہ حیات آپ پر فدا کریں۔

اور ہم سب آپ کے اوپر کس طرح فدا ہوں؟ بِجَمِیْعِ اَعْضَآءِ نَا وَ بِجَمِیْعِ اَجْزَآءِنَا وَ بِجَمِیْعِ کَیْفِیَّاتِنَا وَ بِجَمِیْعِ کَمِّیَّاتِنَا وَ بِجَمِیْعِ اَنْفَاسِنَا وَ بِجَمِیْعِ اَوْقَاتِنَا وَ بِجَمِیْعِ لَمَحَاتِنَا وَ بِجَمِیْعِ لَحَظَاتِنَا ہر وقت آپ پر فدا رہیں اور اولیاءِ صدیقین کے خط انتہا پر قائم رہیں۔ آپ ہماری آہ کو قبول کر لیجئے کیونکہ آپ اگر قبول نہیں کریں گے تو اے خدا! آپ کے علاوہ دونوں جہان میں کوئی نہیں ہے جو آہِ اختر کو شرف قبول بخشے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی
خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا ارشاد مبارک

معیت خاصہ، دوامِ ذکر سے عطا ہوتی ہے

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات کمالات اشرفیہ میں فرماتے ہیں کہ جس سالک کا دل اللہ کی یاد میں نہ لگتا ہو لیکن شیخ کا حکم سمجھ کر وقت پر تسبیح اٹھا کر اللہ اللہ کر لیتا ہے گو دل نہیں لگتا، مزہ بھی نہیں آتا تو اس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ اپنا ولی بنا لے گا اور وہ ذکر جو بغیر حضوریٔ قلب کے، بغیر دل لگے ہوئے، بغیر لذت کے کیا گیا، اُس ذکر پر بھی اللہ اس کے قلب پر (بشرطِ اجتنابِ معصیت) اپنی معیتِ خاصہ کا انکشاف فرما دیں گے یعنی وہ معیتِ خاصہ جو اہل اللہ کو عطا ہوتی ہے۔ معیت کے معنی ہیں اللہ کی حضوری اور وہ تمام نعمتیں اس کو بھی مل جائیں گی جو اولیاء اللہ کو ملتی ہیں۔

(مواعظ اختر ۱۲ ''امراضِ روحانی کے معالجات'' ص ۱۶)

